OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اسلامی تعلیمات اور سامی مذاہب میں انسانی حقوق کا تصور: ایک تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

The Concept of Human Rights in Islamic Teachings and Semitic Religions: A Comparative and Analytical Study

Dr Muhammad Pervaiz
Assistant Professor, Minhaj University Lahore
pervaizbilal365@gmail.com
Prof. Dr Muhammad Mumtaz Ul Hassan
Professor, Minhaj University Lahore
drmumtaz365@gmail.com
Muhammad Muneeb Shoukat
BS Islamic Studies, Minhaj University Lahore
muneebshoukat54@gmail.com

Abstract

This study examines the concept of human rights through a comparative analysis of Islamic teachings and other Semitic religious perspectives. Human rights, as a universal moral and social framework, have deep roots in religious traditions that shape ethical norms, social justice, and human dignity. The research explores foundational texts, theological principles, and moral frameworks within Islam and other Semitic religions to identify convergences and divergences in their understanding of fundamental rights. Special attention is given to themes such as human dignity, equality, justice, freedom, and social responsibility. By employing a qualitative and comparative methodology, the study highlights how religious teachings contribute to the

CC BY

formation of rights-based values and societal obligations. The findings suggest that while interpretive differences exist, these traditions share a common emphasis on the sanctity of human life and moral accountability. This comparative inquiry aims to foster interfaith understanding and demonstrate the continuing relevance of religious perspectives in contemporary human rights discourse. Ultimately, the study argues that integrating religious insights can enrich modern discussions on human rights and promote a more inclusive ethical framework.

Keywords: Human Rights; Islamic Teachings; Semitic Religions; Comparative Study; Human Dignity; Justice; Equality; Religious Ethics; Social Responsibility; Interfaith Perspectives

تمہید

انسانی حقوق کا تصور انسانی تہذیب کی فکری، اخلاقی اور سماجی ترقی کا ایک بنیادی ستون رہا ہے۔ ہر دور میں انسان نے اپنی عزت، آزادی، انصاف اور مساوات کے تحفظ کے لیے مختلف نظریات اور نظام وضع کیے۔ مذہب، بطور ایک جامع اخلاقی و سماجی نظام، انسانی حقوق کی تشکیل اور ترویج میں نمایاں کردار ادا کرتا رہا ہے۔ خصوصاً آسمانی یا سامی مذاہب نے انسان کے مقام و مرتبے، اس کی ذمہ داریوں اور اس کے بنیادی حقوق کو واضح اصولوں کی صورت میں پیش کیا، جو نہ صرف فرد کی فلاح بلکہ معاشرتی توازن اور عدل کے قیام کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں انسانی حقوق کو محض قانونی یا سماجی ضرورت نہیں بلکہ ایک الٰہی امانت اور اخلاقی ذمہ داری کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اسلام انسان کو پیدائشی عزت، مساوات اور عدل کا مستحق قرار دیتا ہے اور ان اصولوں کو انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہر پہلو میں نافذ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسی طرح دیگر سامی مذاہب بھی انسانی وقار، انصاف، رحم اور سماجی ذمہ داری جیسے تصورات کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں، اگرچہ ان کی تعبیرات اور عملی اطلاق میں بعض فکری اور تاریخی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ زیرِ نظر تحقیق کا مقصد اسلامی تعلیمات اور دیگر سامی مذہبی نظریات میں انسانی حقوق کے بنیادی تصورات کا تقابلی جائزہ لینا ہے، تاکہ مشترکہ اقدار اور نمایاں اختلافات کو علمی بنیادوں پر سمجھا جاسکے۔ یہ مطالعہ نہ صرف مذہبی فکر میں انسانی حقوق کی جڑوں کو واضح کرتا ہے بلکہ عصرِ حاضر کے عالمی مباحث میں مذہب کے تعمیری کردار کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ اس طرح یہ تحقیق بین المذاہب مکالمے کو فروغ دینے اور انسانی حقوق کے ایک زیادہ جامع اور اخلاقی فریم ورک کی تشکیل میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

زندگی کے تحفظ کا حق

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی (European Convention for the Protection of Human Rights, 1950 کے آرٹیکل 2 کے مطابق

(1) ہر ایک کا حق زندگی قانون کے ذریعے محفوظ کیا جائے گا اور کسی کو بھی دیدہ و دانستہ اس کی زندگی سے محروم نہ کیا جائے گا ماسوائے اس کے کہ وہ عدالت سے اس جرم کے ارتکاب پر سزا یافتہ ہو جس کی سزا قانون نے مقرر کر رکھی ہے۔

جان سے محرومی کی سزا اس آرٹیکل کی خلاف ورزی متصور نہ ہوگی جب کہ یہ اس طاقت کے استعمال کا نتیجہ ہو جو ان صورتوں میں ضروری ہو:

ا۔ تشدد سے کسی شخص کے دفاع کے لئے

ب۔ قانونی طور پر گرفتار کرنے کے لئے یا قانونی حراست سے بچ کر بھاگنے سے روکنے کے لئے

ج۔ دنگا، فساد یا شورش کو دبانے کے لئے

اسلامی قانون کا تصور:

(1) انسانی زندگی مقدس اور واجب الاحترام ہے جس کو محفوظ رکھنے کی ہر کوشش کی جائے گی، بالخصوص کسی کو بھی ضرب یا موت کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا سوائے یہ کہ عدالت ایسا کرنے کا حکم دے۔

(۲) دوران زندگی اور بعد از موت بھی انسان کا جسم واجب الاحترام ہو گا۔ اہل ایمان کا فریضہ ہے کہ متوفی کی نعش کا بھی احترام کریں۔یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی (European Convention for the -2Protection of Human Rights, 1950 کے آرٹیکل 2 کی شق اور C -2 کا جواز کسی کے تشدد سے دفاع کے لئے ہے بالخصوص اس وقت جب تشدد، دنگا فساد یا شورش میں اس شخص کی زندگی یا عوامی امن و امان کو خطرہ لاحق ہو جائے۔ تاہم شق A2 بی کا جواز مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں اس شخص کی جان جانے کا خطرہ ہے جس نے ایک جرم خفیف کا ارتکاب کیا ہو۔ اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ قانون نے کسی شخص کو حراست سے فرار ہونے کے جرم میں موت کی سزا دی ہے۔ اس کی استثنا کی صورت یہ ہے کہ جب قانون کے مطابق کسی شخص کو عدالت کی طرف سے موت کی سزا سنائی جا چکی ہو اور وہ شخص حراست سے فرار ہونے کی کوشش کر رہا ہو کیونکہ اس شخص کی گرفتاری اور سزائے موت سے بچنے کی کوشش نے قانون کو اس امر پر مجبور کیا ہے کہ وہ وہ سزا کو عملی جامہ پہنائے۔

زندگی کے حق کو محض کسی غیر واضح جرم کی بنا پر گرفتار کرنے اور حراست میں رکھنے کے لئے خطرے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ قانونی گرفتاری کو معمولی جرم کی سزا کے طور لیا جائے لہذا سزا دینے کے لئے طاقت کا اسقدر استعمال جائز نہیں کہ زیر حراست فرد کے فرار کی کوشش کو روکنا اس کی زندگی کو گزند پہنچانے کا باعث بن جائے۔

اذیت سے تحفظ کا حق:

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی (European Convention for the Protection of Human Rights, 1950 کے مطابق کسی کو بھی اذیت یا غیر انسانی سلوک یا ہتک آمیز رویے کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

اسلامی قانون کا تصور:

ہر شخص کو سرکاری ایجنسیوں کے خوف و ہراس سے تحفظ کا حق حاصل ہے وہ حساب دینے کا پابند نہیں سوائے اس صورت کے کہ اسے کسی جرم میں ملوث ہونے گرفتار کیا جائے اور وہ اس صورت حال میں اپنے دفاع پر مجبور ہو جائے۔

کسی شخص کو جسمانی اور ذہنی اذیت کا نشانہ بنایا جائے گا نہ ہی اس کی اہانت کی جائے گی یا اسے اور اس کے ساتھی یا تعلق دار کو تشدد آمیز دھمکی دی جائے گی یا اس کو کسی ارتکاب جرم کے زبردستی اعتراف پر مجبور کیا جائے گا یا اس کام پر رضا مند ہونے کے لئے مجبور کیا جائے گا جو اس کے مفادات کے منافی ہو۔ ہر شخص کو اپنی عزت و ناموس اور شہرت کو بہتانوں، بے بنیاد الزامات، بدنامیسے تحفظ کا حق حاصل ہے۔

اذیت رہی، ہتک آمیز یا غیر انسانی سلوک کو دونوں معاہدات میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ تاہم ان سے چند تصورات کے طریق کار کے بارے میں اختلافات ہیں یعنی کہ ان کا اطلاق کس طرح کیا جائے۔ کوڑے لگانے اور چور کے ہاتھ کاٹنے جیسی جسمانی سزاؤں کو اسلامی قانون ظالمانہ تصور نہیں کرتا اس لئے مخصوص صورتوں میں ان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی (European Convention for the Protection of Human Rights, 1950 میں سوائے سزائے موت کے جو یورپی کونسل کے چند رکن ممالک میں رائج ہے، اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ تصور کیا جاتا ہے۔

غلامی اور محکومی سے آزادی

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی (European Convention for the Protection of Human Rights, 1950 کے آرٹیکل 4 کے مطابق

(1) کسی کو غلامی اور محکومی کی حالت میں نہیں رکھا جائے گا۔

(۲) کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ جبری اور بیگار کی مشقت کرے۔

(۳) اس آرٹیکل کے مقصد کے لئے "جبری یا لازمی مشقت کی اصطلاح میں درج ذیل امور شامل نہ ہوں گے:

(1) کوئی کام جو عام نظر بندی کے عرصہ میں کیا جانا درکار ہو اور اسے آرٹیکل نمبر ۵ کی شقوں کے مطابق مسلط کیا گیا ہو یا نظر بندی سے مشروط رہائی کے دوران کیا جائے۔

(ب) فوجی نوعیت کی کوئی خدمت یا باشعور معترضین کے معاملے میں ان ملکوں میں جہاں انہیں تسلیم کیا جاتا ہو ان سے جبری فوجی خدمت کی بجائے کوئی اور خدمت لی جائے۔

(ج) کوئی خدمت جو کسی ہنگامی صورت حال میں یا آفات سماوی کے دوران لی جائے جس سے اجتماعی زندگی اور فلاح و بہبود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہو۔

اسلامی قانون کا تصور:

(1) انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ اس کی آزادی کے حق میں کوئی مداخلت اور روک ٹوک نہیں کی جائے گی سوائے اس کے جو قانون کے عمل کے دوران کسی مجاز اتھارٹی کی طرف سے عائد کی جائے۔

(ب) ہر فرد اور ہر قوم کی آزادی کا حق ناقابل انتقال ہے اور یہ حق تمام طبعی، ثقافتی، معاشی اور سیاسی صورتوں میں کار فرما ہے اور وہ اس حق پر کسی روک ٹوک، پابندی یا منسوخی کے بغیر تمام تر دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کے لئے جدوجہد کرنے کے حقدار ہوں گے۔ ظلم و جبر کا شکار کوئی بھی فرد یا قوم ایسی جدوجہد کے دوران جائز اور بجا طور پر دوسرے افراد اور اقوام کی مدد اور حمایت حاصل کرنے کی حقدار ہے۔

(ا) تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہیں اور برابری کی بنیاد پر قانونی تحفظ اور مواقع کا استحقاق رکھتے ہیں۔

(ب) تمام لوگ یکساں نوعیت کے کام کے لئے یکساں مزدوری اور معاوضہ کے حقدار ہوں گے۔

(ج) کسی شخص کو کام کا موقع دینے سے انکار کیا جائے گا نہ اس کے خلاف کسی طرح کا کوئی امتیاز برتا جائے گا اور نہ ہی اس کے مذہبی عقیدہ، رنگ و نسل، قومیت، جنس یا زباں کی وجہ سے اسے زیادہ جسمانی خطرات کا سامنا کرنے کے لئے مجبور کیا جائے گا۔[1]

شخصی آزادی کا حق

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی (European Convention for the Protection of Human Rights, 1950 کے آرٹیکل نمبر 5 کے مطابق

آزادی، حریت اور سلامتی ہر شخص کا حق ہے۔ کسی کو اس کی آزادی سے ماسوائے درج ذیل صورتوں اور قانون کے مطابق طے شدہ طریق کار کے بغیر محروم نہ کیا جائے:

(1) عدالت مجاز سے سزا یافتہ ہونے پر کسی شخص کی قانونی نظر بندی۔

(ب) عدالت کے حکم کی عدم اطاعت کی صورت میں کسی شخص کی قانونی گرفتاری یا نظر بندی تاکہ اس سے قانون کے تقاضے پورے کرائے جائیں۔

(ج) معقول شبہ کی بنیاد پر کہ کسی شخص سے کوئی جرم سرزد ہوا ہے یا وہ جرم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یا ارتکاب جرم کے بعد فرار ہونے سے روکنے کے لئے قانونی اتھارٹی کی طرف سے قانونی گرفتاری یا نظر بندی۔

(1) کسی نابالغ کی قانونی حکم کے تحت نظر بندی جو اس کی تعلیمی نگرانی یا اسے کسی مجاز قانونی اتھارٹی کے روبرو پیش کرنے کے مقصد سے ہو۔

مخبوط الحواس اور ماؤف الذہن، شراب یا دیگر منشیات کے عادی یا آوارہ گرد بھگوڑوں کی قانونی نظر بندی تاکہ ان کی وجہ سے متعدی بیماریوں کو پھیلنے سے روکا جا سکے۔

(ر) کسی شخص کی قانونی گرفتاری یا نظر بندی تاکہ ملک میں اس کے بلا اجازت داخلے کو روکا جا سکے یا وہ شخص جس کے خلاف شہر بدری یا تحویل ملزمین کے مقدموں کے تحت کارروائی کی جارہی ہو۔

ہر اس شخص کو جسے گرفتار کیا جارہا ہو اسے اس کی گرفتاری کی وجوہ اور اگر اس کے خلاف کوئی الزام ہے تو اس کے بارے میں فی الفور مطلع کر دیا جائے گا۔

ہر شخص جسے اس آرٹیکل کے مطابق گرفتار یا نظر بند کیا گیا ہو اسے بسرعت تمام جج یا افسر مجاز کے روبرو پیش کیا جائے گا تاکہ قانون کے مطابق عدالتی اختیارات کو بروئے کار لایا جائے۔ محبوس معقول وقت کے اندر اندر اپنے خلاف عدالتی تحقیقات کا حقدار ہوگا یا فراہم کردہ ضمانتوں کے مطابق مقدمے کے اجزاء تک رہائی حاصل کر سکے گا۔

کہ گرفتاری یا نظر بندی کی بناء پر آزادی سے محروم ہونے والے ہر شخص کو اس کا حق ہوگا کہ بسرعت تمام عدالتی کارروائیوں میں اس کی نظر بندی کی قانونی حیثیت کا فیصلہ کر لیا جائے اور اگر اس کی نظر بندی قانون کے مطابق نہیں تو اس کی رہائی کا حکم صادر کر دیا جائے۔

ہر وہ شخص جو اس آرٹیکل کے تحت غلط طور پر نظر بندی یا گرفتاری کا نشانہ بن گیا ہو اسکے معاوضے اور ہرجانے کا حق قابل نفاذ ہوگا۔[2]

اسلامی قانون کا تصور:

اسلام کی تعلیمات کے مطابق انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ لہذا اس کے اس فطری حق پر کسی بھی نوعیت کی سیاسی، قانونی یا دوسری پابندی عائد نہیں کی جا سکتی۔ انسان اصلاً آزاد ہے اور اس کی آزادی پر کوئی پابندی عائد کرنا روح اسلام کے منافی ہے۔ اسلامی تعلیمات کی اسی روح کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص سے فرمایا تھا۔

متى استعبد تم الناس و قد ولدتهم أمهاتهم أحرارد[3]

تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا۔

انصاف کا حق

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

اانسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ کی قانون جواز کے بغیر اس پر کوئی قدغن نہ لگایا جائے گا۔

ہر فرد اور ہر گروہ ہر طرح کی ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی آزادی کا حق رکھتا ہے۔ وہ اس حق کے تعطل کے خلاف احتجاج کا حق رکھتا ہے۔

ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی دوسرے کی حق آزادی کی جدوجہد اب اس کی معاونت کرے European Convention for the یورپین کمیشن برائے تحفظ حقوق انسانی کے مطابق Protetion of Human Rights, 1950

ہر شخص شہری حقوق اور فرائض کے تعین کی خاطر اور اگر کوئی فوجداری الزام ہے تو اس کی حیثیت کے بارے میں ایک آزاد اور غیر جانبدار ٹربیونل میں معقول وقت کے اندر اندر قانون کے ذریعے عمل میں لائی گئی منصفانہ اور اعلانیہ عدالتی کارروائی کا حق دار ہے۔ فیصلہ کھلی سماعت کے بعد سرعام سنایا جائے گا لیکن اخلاقی مصالح عوامی امن و امان، جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی

کے مفاد میں زیر سماعت مقدمہ سے کلی یا جزوی طور پر پریس اور عوام کو خارج کر دیا جائے گا۔ ایسا کرنے کا مقصد نو عمروں کے مفادات اور فریقین کی خواہش کے مطابق نجی زندگی کے تحفظ کو ملحوظ رکھنا ہے۔ یہ ان خصوصی حالات کے پیش نظر بھی کیا جائے گا جن میں عدالت کی رائے میں مقدمے کے بارے میں کسی قسم کی تشہیر انصاف کے تقاضوں کو تعصب کی نذر کر سکتی ہے۔

ہر شخص جس پر فوجداری نوعیت کا الزام ہو اسے اس وقت تک معصوم تصور کیا جائے گا جب تک قانون اسے مجرم نہ ثابت کر دے۔

فوجداری مقدمے میں ماخوذ ہر شخص کو کم از کم درج ذیل حقوق حاصل ہیں:

اسے فی الفور ایسی زبان میں جسے وہ سمجھتا ہے تفصیل سے اس کے خلاف الزام کی نوعیت اور سبب سے آگاہ کر دیا جائے۔

اسے اپنا دفاع تیار کرنے کے لئے مناسب وقت اور سہولتیں فراہم کی جائیں

اسے فی نفسہ اپنا دفاع یا اپنی مرضی کی قانونی امداد کے ذریعے دفاع کرنے کا حق دیا جائے۔ اگر اس کے پاس اتنے ذرائع نہیں کہ وہ اپنے خرچ پر قانونی امداد حاصل کر سکے تو انصاف کے تقاضے پورا کرنے کے لئے اسے مفت قانونی امداد دی جائے۔

اسے موقع دیا جائے کہ وہ اپنے خلاف گواہوں پر خود جرح کرے یا دوسروں کے ذریعے کرائے اور اپنی طرف سے پیش ہونے والے گواہوں کی حاضری انہی حالات میں حاصل کرے جیسا کہ اس کے خلاف پیش ہونے والے گواہوں کی تھی۔

اگر وہ عدالت میں بولی جانے والی زبان نہیں سمجھتا تو اسے مترجم کی سہولت مہیا کی جائے۔

اس کنونشن کے آرٹیکل 7 کے مطابق:

کسی شخص کو ایسے فوجداری جرم میں مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے جو اس وقت جب وہ وقوع پزیر ہوا قومی اور بین الاقوامی قانون کی رو سے جرم کی ذیل میں نہیں آتا تھا۔ نہ ہی اس پر اس سے بھاری سزا لاگو کی جائے گی اس وقت قابل اطلاق تھی جب اس فوجداری جرم کا ارتکاب کیا گیا تھا۔

یہ آرٹیکل کسی شخص کے مقدمے یا کردہ یا نا کردہ جرم پر اسے ملنے والی سزا کے شکار تعصب ہونے کا باعث نہیں بنے گا جو اس وقت جب اس کا ارتکاب ہوا مہذب اقوام کے تسلیم شدہ عمومی اصولوں کے مطابق فوجی نوعیت کا تھا۔

اسلامی قانون کا تصور:

۔ ہر شخص کا حق ہے کہ قانون اور صرف قانون کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کیا

۲ ہر شخص کا حق ہے اور صرف حق ہی نہیں فرض بھی ہے کہ وہ بے انصافی کے خلاف احتجاج کرے اور اگر اس کے نتیجے میں اسے بلا جواز کوئی ذاتی تکلیف یا نقصان پہنچا ہو تو قانون کے مقرر کردہ چارہ جوئی کے ذرائع سے اس کے ساتھ ہونے والی بے انصافی کا ازالہ کیا جائے۔

اسے اپنے خلاف عائد کردہ کسی الزام کی صورت میں عدالتی چارہ جوئی کے لئے آزاد و غیر جانبدار ٹربیونل کے سامنے پیش ہونے کا بھی حق ہے خواہ اس کا تنازع حکام سے عمومی حقوق کا دفاع کر سکے۔[4]

نجی اور عوامی حقوق کے دفاع میں مصروف عمل کسی بھی شخص کے خلاف کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔

یہ ہر مسلمان کا حق اور فرض ہے کہ وہ کسی ایسے حکم کو ماننے سے انکار کر دے جو قانون کے خلاف ہو اس سے قطع نظر کہ حکم دینے والا شخص کون ہے۔

کوئی شخص کسی جرم میں مجرم نہیں گردانا جائے گا اور اسے مستوجب سزا نہیں سمجھا جائے گا سوائے اس کے کہ ایک آزاد عدالتی ٹربیونل کی کارروائی کے دوران اس کے جرم کا ثبوت پیش کر دیا گیا ہو۔[5]

کوئی بھی شخص مجرم نہیں گردانا جائے گا سوائے منصفانہ مقدمہ کے بعد کہ جس میں اسے اپنے دفاع کے لئے ہر معقول موقع مہیا کر دیا گیا ہو۔

سزا قانون کے مطابق ہوگی اور وہ جرم کی سنگینی اور ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن میں اس جرم کا ارتکاب ہوا دی جائے گی۔

کوئی فعل جرم متصور نہیں ہوگا جب تک کہ قانون واضح لفظوں میں اسے صراحت کے ساتھ جرم قرار نہ دے دے۔ ہو یا کسی دوسرے شخص سے۔

اگر کسی بھی شخص کا یہ حق ہے اور فرض بھی کہ وہ کسی دوسرے شخص یا معاشرے کے عمومی حقوق کا دفاع کر سکے۔

سزا قانون کے مطابق ہوگی اور وہ جرم کی سنگینی اور ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن میں اس جرم کا ارتکاب ہوا دی جائے گی۔

کوئی فعل جرم متصور نہیں ہوگا جب تک کہ قانون واضح لفظوں میں اسے صراحت کے ساتھ جرم قرار نہ دے دے۔

شخصی رازداری اور عزت و آبرو کا حق

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی(European Convention for the Protetion of Human Rights,) 1950 کے مطابق ہر ایک کا عزت و آبرو، نجی اور عائلی زندگی، اپنے گھر اور خط و کتابت و مراسلات پر حق ہے۔

انتظامیہ کے کسی فرد کو اس حق میں مداخلت کرنے کا اختیار نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ ایک جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی، عوامی تحفظ، ملک کی اقتصادی بھبود، بانظمی ہلڑبازی اور جرائم کی روک تھام، صحت اور اخلاقیات کے تحفظ یا لوگوں کے حقوق اور دوسروں کی آزادی کی حفاظت کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو۔

اسلامی قانون کا تصور:

ہر شخص کو رازداری کا حق ہے جس کا تحفظ کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

يأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا يَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَثَ مَرَّةٍ مِنْ قَبْلِ صَلوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلوةِ الْعِشَاءِ ثَلَثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمُ الْآيَتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ اعلم فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللهُ لَكُمْ آيَتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ [6]

اے ایمان والو تمہارے لونڈی غلام اور وہ بچے جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے انہیں تین وقتوں میں (تمہارے پاس آنے کے لیے) تم سے اجازت لینی چاہیے۔ (ایک) فجر کی نماز سے قبل اور (دوسرے) دوپہر میں جب تم اپنے (بعض) کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور (تیسرے) عشاء کی نماز کے بعد (یہ) تین وقت تمہارے پردے کے ہیں جب تم آزادانہ سوتے ہو) ان (تین وقتوں) کے علاوہ تم پر اور ان پر بے تکلف آنے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ان اوقات کے علاوہ وہ تمہارے پاس اور تم ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہی رہتے ہو۔ اسی طرح اللہ اپنے احکامات کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم آسانی سمجھ سکو کہ یہ سب کچھ تم ہی کو شائستہ و مہذب بنانے کے لیے ہے) اور اللہ سب کچھ جانتا (اور) بڑی حکمت والا ہے اور جب تمہارے لڑکے (سن) بلوغ کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اسی طرح اجازت لیں جس طرح ان سے قبل (ان کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں (یعنی اب ان کو بھی آنے جانے میں وہی پابندیاں کرنا چاہیے جو ان کے بڑے کرتے رہے ہیں۔) اس طرح اللہ اپنے احکام صاف اور واضح طور سے بیان کرتا ہے (تاکہ لوگ سمجھیں اور اس کے پابند رہیں) اور اللہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔"

مذہب اور رائے کی آزادی کا حق

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی(European Convention for the Protetion of Human Rights, 1950 کے آرٹیکل نمبر 9 کے مطابق

ا۔ خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا ہر ایک کو حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کی تبدیلی بھی ہے اور یہ آزادی یا تو تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل کر جلوت اور خلوت میں ہر ایک کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ اپنے مذہب، عقیدہ، عبادت، تعلیمات معمولات، رسموں اور رواجوں کو کھلے بندوں ظاہر کر سکے۔

۲ مذہب یا عقیدہ کو ظاہر کرنے کی آزادی ایسی تحدیدات کی پابند ہو گی جو قانون نے وضع کی ہیں اور ایک جمہوری معاشرے میں عوامی امن و امان، صحت و اخلاق یا دوسرے کے حقوق اور آزادیوں کے لئے ضروری ہے۔ یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی(European Convention for the Protetion of Human Rights, 1950 مطابق: کے آرٹیکل نمبر 10 کے ہر ایک کو آزادی اظہار کا حق ہے۔ اس حق میں رائے رکھنے کی آزادی اور انتظامی اتھارٹی کی مداخلت کے بغیر اہم اطلاعات اور خیالات کی وصولی اور انہیں آگے منتقل کرنے کا حق شامل ہے۔ یہ آرٹیکل ریاستوں کی طرف سے نشریات، ٹیلی ویژن اور سینما کاروبار کو لائسنس دینے میں رکاوٹ نہیں بنے گا۔

۲ ان آزادیوں کے عمل کرنے میں چونکہ فرائض اور ذمہ داریاں شامل ہیں اس لئے وہ ایسی کارروائیوں، شرائط، پابندیوں اور تعزیرات کے تابع ہیں جنہیں قانون ضروری قرار دیتا ہے اور وہ ایک جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی، علاقائی سالمیت عوامی تحفظ بد نظمی یا جرم کی روک تھام، صحت و اخلاق کی حفاظت، دوسروں کی شہرت اور حقوق، اطلاعات جو بصیغہ راز موصول ہوں ان کو مشتہر کرنے سے روکنا، اور عدلیہ کی حاکمیت اور غیر جانبداری کو قائم رکھنا ان سب امور پر مشتمل ہے۔

اسلامی قانون کا تصور:

ا۔ ہر شخص کو ضمیر کی آزادی اور اپنے مذہبی عقائد کے مطابق عبادت و پرستش کرنے کا حق ہے۔

ہر شخص کو اپنے خیالات اور عقائد کو ظاہر کرنے کا حق ہے تا آنکہ وہ قانون کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہے۔ تاہم کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ بے سروپا جھوٹی باتوں کو پھیلائے یا ایسی رپورٹیں لوگوں تک پہنچائے جو عوامی جذبات کو غضب ناک اور مشتعل کرنے کا باعث بنیں، اسی طرح کسی کو یہ حق نہیں کہ بہتان طرازی، طعن و تشنیع اور لوگوں پر ہتک آمیز آوازے کسے۔

علم کا حصول اور حق کی تلاش صرف حق ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کا فرض بھی ہے

یہ ہر مسلمان کا حق اور فرض ہے کہ ظلم وجبر کے خلاف احتجاج کرے اور قانون کی حدود میں رہ کر آواز بلند کرتا رہے خواہ اسے ریاست کے حاکم اعلیٰ ہی کو کیوں نہ چیلنج کرنا پڑے۔

۵ کوئی دوسرے کے مذہبی عقائد کو نفرت اور تمسخر کا نشانہ نہیں بنائے گا، ان کے خلاف دشمنی کی آگ کے شعلے نہیں بھڑکائے گا۔ دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام تمام مسلمانوں پر فرض عین ہے۔

قرآنی اصول **لا اکراہ فی الدین** غیر مسلم اقلیتوں کے مذہبی حقوق کے حوالے سے لاگو ہوگا۔

ایک مسلم ملک میں مذہبی اقلیتوں کو اس بات کا انتخاب کرنا ہوگا کہ وہ اپنے ذاتی معاملات کے حوالے سے اسلامی قانون کے تابع ہوں یا اپنے ذاتی قوانین کے۔

اسلامی قانون کے تحت غیر مسلموں کے اپنے مذہبی حقوق سے محروم ہونے کا کوئی امکان نہیں کیونکہ ان کے مذہبی اور ذاتی معاملات کو سختی سے واضح قانونی شقوں میں تحفظ دیا گیا چنانچہ ان کی جزوی طور غلط تشریح و تعبیر کا بھی کوئی امکان نہیں۔

تعلیم و تربیت کا حق

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپی کنونشن برائے تحفظ حقوق انسانی(European Convention for the Protection of Human Rights, 1950 کے مطابق کسی شخص کو تعلیم کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ تعلیم اور درس و تدریس کے فرائض کے باب میں ریاست والدین کے حقوق کا احترام کرے گی اور ان کے مذہبی اور فلسفیانہ عقائد و نظریات کے مطابق تعلیمی اور تدریسی فرائض کی ادائیگی کو یقینی بنائے گی۔

بھی تعلیم (1961European Social Charter,)یورپین سوشل چارٹر وتربیت کے حق کو اس طرح بیان کرتا ہے:

ہر شخص کا حق ہے کہ اس کے ذاتی میلان اور دلچسپیوں کی مناسبت سے پیشے کے چناؤ میں مدد دینے کے لئے اسے پیشہ وارانہ طور پر مناسب سہولیات فراہم کی جائیں۔

حرفتی پیشہ ورانہ تربیت کے لئے مناسب سہولتوں پر ہر ایک کا حق ہے۔

پیشہ وارانہ راہنمائی کے حق کو مؤثر انداز سے بروئے کار لانے کے لئے عوام کو ایسی امداد فراہم کی جائے گی جو ان کے لئے ذہنی یا جسمانی معذوری میں مدد گار ہو اور ان مسائل کو حل کیا جائے جو پیشہ وارانہ انتخاب اور ترقی سے مربوط ہوں۔ یہ مدد نوعمر افراد جن میں سکول کے بچے اور بالغ بھی شامل ہیں کو بلا معاوضہ دی جائے گی۔

اسلامی قانون کا تصور:

اسلام میں تعلیم وتربیت کے حق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی پہلی وحی کا آغاز حرف اقراء سے ہوا جو تعلیم وتربیت حاصل کرنے کی اہمیت کو بیان کرتا ہے، قرآن حکیم کے نازل ہونے والے اس پہلے حکم کے مطابق اسلام میں

تعلیم و تربیت حاصل کرنا حق نہیں بلکہ فرض ہے۔ اسلامی ریاست اس امر کی پابند ہے کہ وہ شہریوں کو وہ تمام سہولتیں فراہم کرے جو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح ہے۔ ہر شخص اپنی فطری صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حقدار ہر شخص اپنے پیشے اور مستقبل کے مشاغل منتخب کرنے کا آزادانہ حق رکھتا ہے۔ اسے اپنی فطری صلاحیتوں کے جوہر کے بھرپور اظہار کا موقع دیا جائے۔

اسلام اور مغربی قانون کے تصورات کے تقابلی مطالعہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مغربی قانون نے تعلیم و تربیت کے حق کا جو اعتراف دور حاضر میں کیا گیا ہے، اسلام نے صدیوں قبل اپنی وحی کے آغاز سے ہی اس کی بنیاد رکھ دی تھی۔

- نقل و حرکت اور رہائش کی آزادی کا حق

یہودیت اور عیسائیت کا تصور:

یورپین کمیشن برائے تحفظ حقوق انسانی(European Convention for the Protetion of Human Rights, 4.P1950) کا چوتھا یورپی پروٹوکول 1963ء میں منظور ہوا اور 1964ء میں اس پر عمل درآمد ہو۔

ہر شخص جو ایک ریاست کی علاقائی حدود میں بطور قانونی شہری رہائش پزیر ہے اسے حق اور آزادی حاصل ہے کہ جہاں چاہیے نقل مکانی کرے اور جائے سکونت اختیار کرے۔

ہر شخص بشمول اپنے ملک کسی ملک کو چھوڑنے کے لئے آزاد ہو گا۔

سوائے اس پابندی کے جو قانون کے مطابق ہو اور ضروری ہو جیسا کہ کسی جمہوری معاشرے میں قومی سلامتی، اجتماعی حفاظت اور عوامی امن و امان کی بحالی کے لئے، جرائم کی روک تھام، صحت اور اخلاق کی حفاظت اور دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کسی کے ان حقوق پر کوئی پابندیاں نہیں لگائی جائے گی۔

وہ حقوق جو پیراگراف نمبر 1 میں درج ہیں بعض مخصوص علاقوں میں ان پابندیوں کے تابع ہیں جو قانون کے مطابق ایک جمہوری معاشرے میں عوامی مفاد کے پیش نظر لگائی جائیں۔[7]

یورپین کمیشن برائے تحفظ حقوق انسانی کے آرٹیکل 3 کے مطابق(European Convention for the Protetion of Human Rights, 4.P1950) ا۔ کسی شخص کو انفرادی یا اجتماعی اقدام کے نتیجے میں اس ریاست کی حدود سے جس کا وہ شہری ہے ملک بدر نہیں کیا جائے گا۔ کوئی شخص اس ریاست کی حدود میں داخلے سے نہیں روکا جائے گا جس کا وہ شہری ہے۔

جہاں تک ممکن ہو غیر ملکی کارکنوں کے اہل خانہ کے ساتھ دوبارہ ملنے کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا جنہیں اس علاقے میں رہنے کا اجازت نامہ حاصل ہے۔ (اس مقصد کے لئے غیر ملکی کارکن کے اہل خانہ سے مراد کم از کم اس کی بیوی اور ۲۱ سال سے کم زیر کفالت بچے ہیں)۔

ان علاقوں کے غیر ملکی کارکنوں کے لئے ان کے قومی شہریوں کے ہم پلہ ایسے معاملات میں جن کا حوالہ اس آرٹیکل میں دیا گیا ہے قانونی کارروائیوں کے سلسلے میں برابری کا سلوک حاصل کرنا۔

ایسے کارکنوں کو یہ اجازت دلانا کہ قانونی حدود کے اندر اپنی کمائیوں اور بچتوں کا وہ حصہ جس کے وہ خواہشمند ہوں منتقل کر سکیں۔

اس بات کا تحفظ کہ ایسے کارکن جو ان علاقوں کے قانونی باسی ہوں انہیں ملک بدر نہ کیا جائے جب تک وہ قومی سلامتی کے لئے خطرہ نہ بنیں یا عوامی مفاد یا اخلاقیات کے منافی حرکت کے مرتکب ہوں۔

اس حفاظت اور مدد، جو یہ آرٹیکل مہیا کرتا ہے، کا دائرہ کار خود روزگار تارکین وطن تک بڑھانا تاکہ ان پر ان اقدامات کا اطلاق ہوسکے۔

اسلامی قانون کا تصور:

عالم اسلام اخوت باہمی پر مبنی امت ہے ہر مسلمان کو حسب قانون آزادانہ نقل و حرکت اور رہائش کا حق حاصل ہے چونکہ ہر مسلمان کو یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ آزادانہ کسی ملک کے اندر اور باہر آجاسکے۔

کسی بھی فرد کو زبردستی اپنی جائے رہائش سے بے دخل اور ملک بدر نہ کیا جائے اور نہ ہی قانون کی طرف رجوع کئے بغیر یکطرفہ طور پر ترک وطن پر مجبور کیا جائے۔ مغربی قانون نے آزادانہ نقل و حرکت اور رہائش کے حق کو1950ء تا1961ء میں اختیار کیا تاکہ متعلقہ ملک کے افراد کو مزید بہتر زندگی کے مواقع میسر آسکیں۔ مگر اسلام نے ان اقدامات کا آغاز ایک ایسی وسیع بنیاد پر ۱۴۰۰ سال قبل کر دیا تھا جس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ہماری مراد نوزائیدہ مملکت مدینہ میں مواخات کا قیام تھا۔

جس کے تحت نہ صرف اس ریاست میں ہر شہری کو قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے آزادانہ نقل و حرکت، روزگار، رہائش کا حق دیا گیا تھا بلکہ ہر صاحب حیثیت فرد معاشرہ کے کمزور حیثیت کے افراد کو اپنے اموال کاروبار اور رہائشوں میں برابر کا شریک کر لیا تھا۔

خلاصہ:

اسلام نے انسانی زندگی کو مقدس اور واجب الاحترام قرار دیا ہے، اور کسی بھی شخص کو بغیر قانونی جواز کے تشدد یا موت کا نشانہ بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہودیت اور عیسائیت کے تصورات سے موازنہ کرتے ہوئے، اسلامی قانون ہر فرد کو اذیت، غیر انسانی سلوک، اور ہتک آمیز رویے سے مکمل آزادی دیتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق، انسان آزاد پیدا ہوا ہے، اور اس کی آزادی پر کوئی غیر قانونی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ غلامی اور محکومی کو ختم کرنے کی تعلیمات اسلامی نظام عدل کا حصہ ہیں۔ انصاف کے حق میں، یہودیت اور عیسائیت کے بعض رجحانات کے برعکس، اسلامی قانون ہر فرد کو برابر سمجھتا ہے اور سب کے لیے یکساں قانونی تحفظ اور مواقع فراہم کرتا ہے، جس میں کسی بھی قسم کا نسلی، رنگی، لسانی، یا طبقاتی امتیاز شامل نہیں۔ یہ فصل اس بات کو نمایاں کرتی ہے کہ اسلام نے کس طرح ایک جامع اور مساوی انسانی حقوق کا نظام پیش کیا، جو آج کے جدید انسانی حقوق کے تصورات سے بھی زیادہ وسیع اور ہمہ گیر ہے

حوالاجات

[1] Sieg Hart, The International Law of Human Rights, Oxford University Press, Oxford, 2010, Vol. I, p. 145

[2] Sieg Hart, The International Law of Human Rights, Oxford University Press, Oxford, 2010, Vol. 2, p. 432

[3] ابن أبي حاتم، الثقات، دار المعرفة، بیروت، 2003ء، ج1، ص:175

[4] محمد حسنین هیکل، الفاروق، دار المعارف، القاهرة، 2004ء، ج1، ص:90

[5] Sieg Hart, The International Law of Human Rights, Oxford University Press, Oxford, 2010, Vol. 2, p. 253

[6] النور:۲۴: ۱۱

[7] Sieg Hart, The International Law of Human Rights, Oxford University Press, Oxford, 2010, Vol. 2, p. 351